قرآن کریم غیر محدود علوم کا سرچشمہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍مارچ ۱۹۸۲ء بمقام مسجد احمدیہ اسلام آباد)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

سورۃ الزّمر میں ہے اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّقَآٮِٕمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَ يَرۡجُوۡا رَحۡمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (الزّمر:۱۰)

یہاں هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ اس چھوٹے سے ٹکڑے میں آیت کا مضمون یہ بیان ہوا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک تو عقل عطا کی اور ایک لُبّ عطا کی۔ عقل عام ہے ہر کس وناکس میں کچھ نہ کچھ تو عقل پائی جاتی ہے۔ جو دہریہ بھی ہیں وہ بھی بعض پہلوؤں سے بڑے عقل مند ہیں۔ جو بت پرست ہیں وہ بھی عقل رکھتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی لُبّ نہیں رکھتا۔ اس کے معنی مفردات راغب میں یہ کئے گئے ہیں۔

اَللُّبُّ الۡعَقۡلُ الۡخَالِصُ مِنَ الشَّوائِبِ وَ سُمِّیَ بِذٰلِکَ لِکَوۡنِهٖ خَالِصَ مَا فِی الۡاِنۡسَانِ مِنۡ معانِیۡهِ وَ قِیۡلَ هُوَ مَا زَکٰی مِنَ الۡعَقۡلِ فَکُلُّ لُبٍّ عَقۡلٌ وَ لَیۡسَ کُلُّ عَقۡلٍ لُبًّا وَ لِهٰذَا عَلَّقَ اللّٰهُ تَعَالٰی الۡاَحۡکَامَ الَّتِی لَا یُدۡرِکُهَا اِلَّا الۡعُقُوۡلُ الزَّکِیَّةُ بِاُوۡلِی الۡاَلۡبَابِ۔

فرق یہ ہے کہ محض عقل کے لئے پاکیزگی کی ضرورت نہیں لیکن اس عقل کے لئے جو لُبّ کہلاتی ہے پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ الخَالِصُ مِنَ الشَّوائِبِ کے معنی ہیں کہ جس میں کوئی عیب نہ پایا جائے کوئی ناپاکی نہ پائی جائے، دَنَس نہ پایا جائے اور جو مقصدِ حیات ہے اس سے دور لے جانے والی چیز نہ پائی جائے۔ تو وہ عقل جو الخَالِصُ مِنَ الشَّوائِبِ ہے اسے لُبّ کہتے ہیں اور یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں وہ ان جیسے نہیں جو علم نہیں رکھتے لیکن جس علم کا یہاں ذکر کیا گیا وہ عام علم نہیں جو عام عقل کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے اس لئے آگے فرمایا اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ جو اولوا الالباب ہیں وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ وہ علم رکھتے ہیں اور علم سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

بنیادی علم جو انسان کی ہدایت کا موجب بنتا اور جس سے وہ نصیحت حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور جو ہے وہ اس کا علم ہے یعنی معرفتِ ذاتِ باری تعالیٰ کا علم رکھنا، یہ تعلق رکھتا ہے اس انسان سے جو اولوا الالباب کے گروہ میں ہے اور ہر جلوہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا ایک پوائنٹر (Pointer) ہے کسی جہت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ قرآن کریم نے یہاں تو (هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ایک آیت کا چھوٹا سا ٹکڑہ ہے اس میں) یہ حقیقت بیان کی لیکن بھرا پڑا ہے اس تفصیل سے کہ مراد کیا ہے علم سے۔ چند ایک مثالیں دو ایک مَیں دوں گا ابھی۔

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر عقل مند جو ہے وہ آخرت کا خوف تو نہیں رکھتا۔ یہ جو بڑے بڑے عقل مند بڑی ایجادیں انہوں نے کیں ہیں، ان کے دل میں کوئی آخرت کا خوف نہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ اکثر کے دل میں، کیونکہ اب مسلمان بھی ابھر رہا ہے۔ ڈاکٹر سلام بھی آگے نکل آئے ہیں۔ تو دنیا کے اکثر سائنسدان ایسے ہیں جن کے دل میں آخرت کا خوف نہیں یعنی اس بات سے وہ خائف نہیں کہ ہماری زندگی کا ایک مقصد ہے اور اگر ہم اس مقصد کے حصول میں ناکام ہوئے تو اللہ تعالیٰ کا غضب ہم پہ بھڑکے گا اور وہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ وہ خدا کو ہی نہیں مانتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

تو اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا اس کی تفسیر لمبی میں مَیں نہیں جاؤں

گا اس وقت۔ لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے یہ بتایا کہ جو راتوں کو اٹھتے اور اپنی فرمانبرداری کا اعلان کرتے ہیں خدا کے سامنے چھپ کے سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا سجدہ کرتے ہوئے اور قیام میں۔ اس کی بڑی لمبی چوڑی تفسیریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کی ہیں، حضرت مصلح موعود نے بھی کی ہے بہرحال یہ کیفیت قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یہ پیدا نہیں ہوسکتی جب تک کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ اس زندگی کے بعد ایک اَور زندگی، جہاں جزا سزا کا فیصلہ ہوگا۔ جب تک انسان یہ نہ سمجھے کہ میری مخلصانہ کوشش اور مقبول اعمال کے نتیجہ میں اس قدر اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل کرتا ہے کہ ان کا شمار نہیں اس وقت تک وہ راتوں کو اٹھ کے اپنی عاجزی کا متضرعانہ دعاؤں کا راستہ اختیار نہیں کرتا۔

تو اعلان کیا گیا کہ لَا يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ جو عالم ہیں وہ جاہل کے برابر نہیں ہوسکتے اور مراد یہ ہے کہ ایسے عالم جو ''اولوا الالباب'' ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اَلْعَقْلُ الْخَالِصُ دی ہے۔ جس عقل میں کوئی عیب اور ناپاکی نہیں اور جو مابہ الامتیاز پیدا کرتی ہے اس عقل کے درمیان جو خدا تعالیٰ کے نور اور حسن سے بھرپور ہے اور اس عقل کے درمیان جو اندھیروں میں گروپ (Grope) کر رہی ہے، ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ صاحبِ مفردات راغب معنی بھی کرتے ہیں الفاظ قرآنی کا اور بڑے چھوٹے چھوٹے فقروں میں تفسیر بھی بتا جاتے ہیں۔ انہوں نے اس جگہ یہ بھی لکھا وَ لِهٰذَا (کہ جو میں نے معنی کئے ہیں صاحب مفرداتِ راغب نے کہ اَللُّبُّ الْعَقْلُ الْخَالِصُ اور مَا زَكٰى مِنَ الْعَقْلِ) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عَلَّقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْاَحْكَامَ الَّتِى لَا يُدْرِكُهَا اِلَّا الْعُقُوْلُ الزَّكِيَّةُ بِاُولِى الْاَلْبَابِ ان احکام کا اور ہدایات کا تعلق قائم کیا ہے ان عقول کے ساتھ جو پاک ہیں اور اولوا الالباب کے پاس ہیں وہ۔

چند مثالیں:-

سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۳۸ میں ہے۔

''اللہ تعالیٰ کو آیات کے نازل کرنے پر قادر نہ سمجھنا یعنی یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ اب آیات کے نزول پر قادر نہیں رہا (یہ آیت کا ترجمہ ہے۔ میں عربی نہیں لے رہا) ان

لوگوں کا کام ہے جو لَا یَعۡلَمُوۡنَ جو عقل تو رکھتے ہیں لیکن پاکیزہ عقل نہیں رکھتے۔ جاہل ہیں اس لحاظ سے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی ذات اپنی پوری قدرتوں کے ساتھ اور پورے غلبہ کے ساتھ ایسی نہیں کہ وعدہ کرے اور پورا نہ کر سکے اور وہ جو طہارت کا سرچشمہ ہے اس کے وعدے ایسے نہیں کہ وہ وعدہ کرے اور پورا کرنے کا ارادہ چھوڑ دے یعنی دغا کر جائے وعدہ خلافی کر جائے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے۔

ایسا سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے دیئے ہیں وہ پورے ہوں گے، یَعۡلَمُوۡنَ ان لوگوں کا کام ہے (اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر تھا) کہ جو لوگ علم رکھتے ہیں پاکیزہ عقل، لُبّ کے نتیجہ میں اس گروہ میں شامل ہیں۔ ایسا نہ سمجھنا جہالت ہے۔

یہ آیت تو ہے چھوٹی سی لیکن قرآن کریم نے تبشیر و انذار سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں وعدے دیئے ہمیں اور ایسے بھی وعدے تھے جن کا تعلق خاص گروہوں کے ساتھ ہے۔ ایسے بھی وعدے ہیں جن کا تعلق ہر اس شخص کے ساتھ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو وعدہ ہے وہ تمہیں دے دیا جائے گا۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ یقیناً پورا کرنے والا ہے لیکن انسان دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک وہ جو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ پورا نہیں کرتا یا نہیں کر سکتا اور ایک وہ گروہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ پہلے اپنی پوری قدرتوں اور غلبہ کے ساتھ تھا، ہے اور آئندہ ویسا ہی رہے گا۔ اس میں تو کوئی تبدیلی نہیں نا ہوتی۔ ایک تو یہ گروہ ہے اور ایک وہ ہے جو کہتا ہے نہیں۔ وعدے تو ہیں، پورے ہوں، نہیں ہوں گے یا شک میں پڑ گئے کہ پورے شاید نہ ہوں۔ طارق نے جب کشتیاں جلائیں وہ شک میں نہیں پڑے۔ انہیں یہ پتا تھا کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (ال عمران:۱۴۰) ان کو فکر اپنے ایمان کی تھی۔ ان کو خدا تعالیٰ طرف سے بے وفائی، وعدہ کی بے وفائی کا خوف نہیں

تھا۔ چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اخلاص کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کی محبت میں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت میں یہاں آئے ہیں ان کے مخالفانہ منصوبوں کو ناکام کرنے کے لئے، اس لئے ہمیں کسی مادی دنیوی سہارے کی ضرورت نہیں۔

اور پھر چودہ سو سال اور پھر پندرہویں صدی کا جو کچھ حصہ گزرا ہے جنہوں نے یہ سمجھا اور شناخت کیا اور یہ معرفت حاصل کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے، پورا کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے اور اس کا جو تقدس ہے جو اس کی طہارت ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ میں جو کیفیت اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے اپنے وجود کی وہ تقاضا کرتی ہے کہ جو وہ وعدہ کرے وہ پورا کرے۔ ہاں اس نے شرط لگائی ہے بندوں پر، ایسا کرو گے میں وعدہ پورا کروں گا۔ ایسا نہیں کرو گے تمہارے اندر استحقاق نہیں رہے گا کہ میں وعدہ پورا کروں۔ اس کی ذمہ داری بندے پر ہے خدا پر نہیں ہے اور خوف کا مقام ہے۔

پھر سورۂ یوسف کی ۴۱ ویں آیت میں ہے۔ فیصلہ کرنا اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ (بڑے عجیب اعلان ہوئے ہوئے ہیں قرآن کریم میں) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اور اس نے حکم دیا ہے جس کے اختیار میں فیصلہ کرنا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی درست مذہب ہے۔ خالص توحید۔

اعلان کرنا آسان ہے۔ عمل کرنا مشکل بھی ہے، آسان بھی ہے۔ عمل کر کے جو نعماء ملتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور فضل نازل ہوتے ہیں ان کا شمار نہیں۔ یہ توفیق کہ انسان کا رُواں رُواں یہ پکار رہا ہو مولا بس۔ اللہ کے سوا ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جو ایسا نہیں سمجھتے، کچھ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں کچھ بھروسہ غیر اللہ پر رکھتے ہیں لَا يَعْلَمُوْنَ کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں یعنی وہ لوگ جو لُبّ سے، روحانی پاکیزگی سے، مومنانہ فراست سے محروم کئے گئے ہیں۔

پھر ۲۹ ویں سورۃ کی ۶۵ ویں آیت میں یہ ہے:-

> یہ ورلی زندگی صرف ایک غفلت اور کھیل کا سامان ہے اور اخروی زندگی کا گھر ہی درحقیقت اصلی زندگی کا گھر کہلا سکتا ہے۔

اب ہر ایک جو یہاں بیٹھا ہے یا جس تک میری آواز پہنچے اگر وہ دو سیکنڈ کے لئے سوچے کہ جو زمانہ گزار گیا ستر سال کا یا پچاس سال کا اپنی عمر کے لحاظ سے بیس سال کا یا دس سال کا، گزرنے کے بعد اس کے سوا کوئی احساس باقی نہیں رہتا کہ شاید چند سیکنڈ ہی ہیں جو گزرے لیکن اخروی زندگی پر یقین جو ہے ہمیں، وہ ہمیں یہ تسلی دیتا ہے کہ وہ ابدی زندگی ہے، نہ ختم ہونے والی۔

بنیادی طور پر اخروی زندگی کی دو عجیب خصوصیات اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھیں۔ ایک یہ کہ وہ نہ ختم ہونے والی ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمیشہ حرکت کرنے والی ہے۔ حرکت رفعت کی طرف، خدا تعالیٰ کے زیادہ پیار کی طرف، اللہ تعالیٰ کے عرفان کو زیادہ حاصل کرنے کی طرف، لذت وسرور کا احساس پہلے سے ہر آن زیادہ ہوجانے کی طرف حرکت۔ لیکن یہ ورلی زندگی غفلت اور کھیل کا سامان ہے۔ اس میں خوشیاں بھی زندگی کے اندر، اسی زندگی کے دائرے میں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہوتیں۔ خوشی ہوتی ہے، چند گھنٹوں کے لئے ہوتی ہے۔ کئی یہاں بھی شاید نوجوان بیٹھے ہوں جن کو مثلاً ہاکی کی کھیل سے بہت پیار ہے اور وہ دیکھتے ہیں۔ میں نے پیچھے بتایا تھا باسکٹ بال والوں کو کہ ہم تو ہر خوبصورتی میں خدا تعالیٰ کے حسن کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ اس واسطے جہاں بھی ہمیں خوبصورتی نظر آئے ہم الحمد للہ پڑھنے والے ہیں۔ تو کھیل میں بھی بڑی خوبصورت موو (Move) کہتے ہیں ان کو، وہ ہوتی ہیں اور بڑی بھیانک، بدشکل کہہ دیں ہم، بڑی موو بھی ہوتی ہیں لیکن جو ہاکی کا میچ دیکھتا ہے وہ ایک گھنٹہ کچھ منٹ کے بعد ختم ہوگیا۔ لیکن جو جنت کی خوشی ہے وہ ایک گھنٹہ یا ایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال یا ایک صدی یا ایک Million کا زمانہ (لفظ مجھے پوری طرح نہیں رہا ذہن میں) یعنی لاکھوں سال یا اربوں سال یا کھربوں سال کا زمانہ تو نہیں ہے۔ وہ تو نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔

پھر اس میں حکمت یہ ہے، یہ جو تبدیلی ہے یعنی لذت کا بڑھتے چلے جانا اس واسطے کہ اگر لذت اور سرور خواہ وہ روحانی ہو خواہ اس کا تعلق اخروی زندگی کے ساتھ ہو اگر اس میں ٹھہراؤ آجائے تو بور ہوجائے گا آدمی۔ ایک ہی چیز اگر آپ کو بہت اچھی لگتی ہے اور صبح شام آپ کی بیوی وہی پکا کے آپ کو کھلانا شروع کردے تو دو، چار، پانچ دس دن کے بعد آپ کہیں

گے کہ یہ کیا شروع کیا ہوا ہے میرے ساتھ تم نے سلوک؟ تو بوریت کوئی نہیں ہے کہ آدمی کہے کہ اب میں یہ کھاتے کھاتے تھک گیا ہوں اس لئے کہ وہ چینج (Change) ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبح انسان جنت میں جو اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرے گا شام کو اس سے بڑھ کے کرے گا۔ اگلی صبح اس سے بھی بڑھ کے کرے گا۔ اس واسطے ان لوگوں کا خیال بالکل غلط ہے کہ وہاں عمل نہیں ہے۔ جنت میں عمل ہے، امتحان نہیں ہے۔ عمل ہے، اس کی جزا ساتھ ساتھ ملتی ہے یعنی اگر (میں فلسفہ بتانے لگا ہوں آپ کو، بہت سارے سمجھ جائیں گے) جنت میں داخل کئے جانے کا استحقاق ہماری ورلی زندگی کے مقبول اعمال نے پیدا کر دیا تو جو پہلے دن جنتی نے عمل کیا اس کا استحقاق کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ پھر وہ پلس (Pluse) ہو گیا نا اس استحقاق کے ساتھ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے پہلے سے زیادہ ان کا احساس خوشی کا پہلے سے زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

(دوسری بات ابھی آئی تھی میرے ذہن میں وہ نکل گئی کسی اَور وقت سہی) اب میں واپس آجاتا ہوں هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کی طرف۔ میں نے جماعت کو کہا ہر شخص علم حاصل کرے۔ میں نے ابتدا کی تھی اپنے بچوں سے اور ان کا بھی ابتدائی پروگرام بنایا کہ ہر بچہ ہمارا جو ہے وہ میٹرک تک پڑھے۔ میرے ذہن میں تھا کہ چند سالوں تک جب حالات زیادہ اچھے ہو جائیں گے ہمارے تو میں کہوں گا ہر بچہ ایف۔ اے، ایف۔ ایس۔ سی یعنی انٹر میڈیٹ تک پڑھے۔ پھر میں کہوں گا ہر بچہ ہمارا گریجویٹ، گریجویشن تک یعنی بی۔ اے، بی۔ ایس۔ سی تک پڑھے پھر میں کہوں گا کہ ہر بچہ ہمارا ایم۔ اے، ایم۔ ایس۔ سی تک پڑھے۔ اس میں کچھ رہ جائیں گے اپنی قابلیت کی وجہ سے۔ بس اس طرح ہمارا علم کے میدان میں جو محاذ ہے وہ مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔ اب میں کہتا ہوں ہر احمدی اس آیت هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ کی روشنی میں خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ لُبّ عطا کرے، عقلِ سلیم عطا کرے اس کے صحیح استعمال کی طاقت اور استعداد عطا کرے اور آپ کے ذہنوں میں جلا پیدا کرے اور قرآن کریم جو سرچشمہ ہے غیر محدود علوم کا، اس میں سے آپ ہر روز ہی اپنی اس ورلی زندگی میں نئے سے

نئے علوم نکالتے رہیں اور علم میں زیادتی ہوتی رہے آپ کی اور اگر آپ دعا کریں گے اور غور کریں گے قرآن کریم پر اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر، اس کی صفات کے جلووں پر تو علم کی تو انتہا نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چونکہ ہر آن اللہ تعالیٰ کے جلوے اپنی مخلوق پر ظاہر ہو رہے ہیں اس لئے کوئی چیز بھی ایسی نہیں اس مادی دنیا میں کہ جس کے خواص غیر محدود نہ ہوں۔ اور جواب نئی تحقیق شروع ہوئی ہے ایک جگہ آ کے ٹھہر جاتی ہے۔ ایک نسل کی، پہلے بھی میں نے مثال دی ہے بڑی واضح ہے اس لئے میں دہراتا رہتا ہوں۔

ایک وقت میں ایک نسل نے کہا افیم میں چودہ ست ہیں۔ اگلی نسل نے کہا افیم میں اٹھائیس ست ہیں۔ اس سے اگلی نسل نے کہا افیم میں چوالیس ست ہیں اور اسی طرح وہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا نوع انسانی قیامت تک کوشش کرتی ہے خشخش کے ایک ذرے کے جو خواص ہیں وہ ان پر حاوی نہیں ہو سکتی۔

اور انسان کا وہ حصہ جو Unfortunately، بدقسمتی سے اپنے خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم بھی ہے، جو حقیقی رحمتیں ہیں لیکن لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:۴۰) کے وعدہ کے نتیجہ میں جن میدانوں میں انہوں نے کوشش کی ان میں ترقیات بھی انہوں نے کیں، وہ آگے بڑھ رہے ہیں اور ان کی یہ ڈِسکوریز (Disvovries) جو ہیں، نئی سے نئی معلومات جو ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو حقیقت ہمارے سامنے رکھی، اس کو ظاہر کر کے ہمارے سامنے پیش کر رہی ہیں۔

قرآن کریم نے کہا تھا کہ شہد میں تمام بیماریوں کا علاج موجود ہے۔ معترض نے اعتراض کیا تھا یہ تو بڑا نامعقول ہے دعویٰ اور اسی معترض نے یعنی قوی لحاظ سے یہ ثابت کر دیا شہد کی بعض صفات یا شہد کی مکھی کی بعض صفات سے کہ ناممکن نہیں۔ یہ جو دعویٰ کیا گیا کہ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:۷۰) یہ نامعقول نہیں ہے۔ ہمارا علم ان حدود تک بھی نہیں پہنچتا (انتہا تک تو پہنچ ہی نہیں سکتا میرے اس مضمون کی روشنی میں) کہ جو ستر، اسی، سو بیماریاں سامنے آتی ہیں ان کا علاج شہد سے کیا جا سکے۔ اسے سمجھنے کی، جہاں ہم سمجھ سکتے ہیں اس حقیقت اور اصول کو وہ یہ ہے کہ نئی تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ شہد کی مکھی مکس (Mix) نہیں کرتی نیکٹر (Nectar) کو بلکہ

جب تک کسی پھول سے وہ نیکٹر اٹھانا شروع کرے شہد بنانے کے لئے جب تک وہ نیکٹر اسے میسر رہے وہ اسی کے پاس جاتی ہے۔ یعنی کوئی ہزار ڈیڑھ ہزار مکھی جو ہے ان کی ورکر، وہ باہر نکلتی ہے گلاب کے پھول سے اٹھالیا تو صرف گلاب کے پھول پر جائے گی جب تک گلاب کے پھول اس کو میسر ہیں اس کے اٹھانے کے لئے۔ جب ختم ہوجائے گلاب تب وہ دوسرے پھول کے پاس جاتی ہے۔ پھر جو اس کا چھتہ ہے اس میں گلاب کے پھول کے ساتھ وہ Mix نہیں کرے گی اس شہد کو بلکہ چھتے کے اندر ایک نئی جگہ نئے شہد کو جمع کرنا شروع کردے گی اور پرانے شہد کو وہ کھانا شروع کردے گی۔ وہ اپنے لئے بناتی ہے کچھ ہمیں بھی دے دیتی ہے تحفہ۔

اب طبّ یونانی نے قریباً ہر بیماری کا علاج جڑی بوٹیوں سے اور ہومیوپیتھک نے ایک قدم آگے بڑھ کے یہ کہا کہ جڑی بوٹی (ہومیوپیتھک جس شکل میں بھی بناتے ہیں پوٹینسی) کی دوا پہلے استعمال کرو۔ جب بالکل ناکام ہوجاؤ پھر معدنیات کی طرف آؤ۔ کیلشیم دے دو، یہ دے دو، وہ دے دو لیکن پہلے وہ Try کرنی ہے تم نے۔ تو سب سے اچھی وہ ہے اور انسانی جسم مادی دنیا میں سب سے لطیف جسم ہے اور نیکٹر (Nectar) مادی دنیا میں سب سے لطیف غذا ہے۔ اس واسطے عقلاً انسانی جسم کے سب سے زیادہ موافق ہے۔ امل تاس استعمال کرتی ہے طب جلاب کے لئے۔ بہترین جلاب انسان کے لئے امل تاس کے پھول کا شہد ہے اگر مکھی وہاں سے اٹھانا شروع کردے تو چھتے میں سے خالص شہد امل تاس کا آپ کو مل جائے گا۔ اور یہ خاصیت کہ یہ پالی جاسکتی ہے۔ اب یہ مثلاً چین نے تجربے کئے ہیں وہ اپنی مرضی سے جن پھولوں سے شہد بنانا چاہیں وہ بنالیتے ہیں۔ پھر اس علم کے بعد پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ Orange Blossom کا شہد ہے، مالٹے اور سنگترے وغیرہ میں پھول آتے ہیں نا بڑی خوشبو ہوتی ہے اس میں، اس کے پھول کے اندر۔ اس واسطے کہ اگر مکھی کا چھتہ جو پلی ہوئی مکھی ہے وہاں ہو اور پھول نکل آئیں اور پہلے پھول ان کو ملنے بند ہوجائیں اور مالک باغ اور مکھی کے چھتے کو دیکھے کہ میرے چھتے کی مکھیاں ان پھولوں کی طرف، Orange Blossom کی طرف جارہی ہیں اور وہاں سے لارہی ہیں نیکٹر تو وہ قسم کھاسکتا ہے کہ یہ اس کا پھول ہے کیونکہ Mix کرتی ہی نہیں۔

تو یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے اور علم کے دروازے۔ میں نے ایک ڈاکٹر سے کہا تھا۔ یہاں

نہیں آئے یہ تو بلین ڈالر ریسرچ پروگرام دیئے ہیں خدا تعالیٰ نے ہمیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

آگے بڑھو، آگے بڑھو۔ اصل چیز ہے روحانیت میں آگے بڑھو۔ خدا تعالیٰ کی عظمتوں کے عرفان میں آگے بڑھو۔ اس کے لئے دعائیں کریں۔ اس کے لئے غور کریں۔ اس کے لئے قرآن کریم پڑھتے ہوئے یہ دعا کریں کہ اولوا الالباب میں اللہ تعالیٰ ہمیں شامل کرے۔ ان عقل مندوں میں شامل نہ کرے جن کے ساتھ وہ دوسرا فقرہ استعمال نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور اپنے فضلوں سے ہمیں نوازے اور وہ دے ہمیں جو دینے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۶؍ستمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ تا ۶)